VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2021, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 9,Number 4, October-Decembe,2021 pp:107-113

A Review of the Role of Women in family affairs to establish a Prosperous and Peaceful Society in Light of the Teachings of Prohphet S.A.W

تعلیماتِ نبوی ﷺ کے روشنی میں خوشحال اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے عائلی معاملات کے فیصلوں میں خواتین کے کردار کا علمی جائزہ

Dr. Khadija Aziz[1], Dr. Muhammad Shafiq[2] and Dr. Fatima[3]

[1]Assistant Professor/ Chairman,Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar, Pakistan
[2] Lecurere of Pakistan Studies, Kohat University of Science & Technology, Kohat, Pakistan
[3] Lecturer, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar, Pakistan
*Corresponding author email address: khadijaaziz@sbbwu.edu.pk

ABSTRACT
Gender equality is regarded as a vital factor in shaping the overall wellbeing and growth of nation, country and society. A society consists of both male and female, where every person has the right to make decisions about well being, family and future. Family notions are regarded as the basic units for the establishment of prosperous society. A family with a stronger and better foundation will eventually lead to a successful society. If the women are given rights in decision making and give importance their suggestions in the light of the teachings of Islam, will eventually leads to a prosperous and peaceful sciety. In this regards we have the sambolic women persnaties in Islamic history for example Hazrat khadija, Hazrat Fatima, Hazrat um-e-Kalsoom, H azrat Aysha, we can follow them.

KEYWORDS
Quran, Islam, Man, Human Being

JOURNAL INFO:
HISTORY: Received: October 11, 2021 Accepted: December 15, 2021 Published: December 30, 2021

1. تعارف (INTRODUTION)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان اپنی زندگی بسر کرنے کیلئے سماجی تعلقات کے محتاج ہے انسان اپنے وجود، پرورش، تعلیم، صحت، غرضیکہ زندگی کے تمام معاملات میں قدم بقدم دم مرگ تک جہاں اپنے خالق کائنات کی خاص عنایتوں کے مرہون منت ہے وہاں ایکدوسرے کیساتھ سماجی تفاعل کا احتیاج بھی رکھتا ہے، انسان بطور سماجی رکن اپنے وجود کے فورا بعد جس معاشرتی ادارے کا محتاج ہوتا ہے وہ ادارہ" خاندان" کہلاتا ہے۔یہی وہ ادارہ ہوتا ہے جو انسان کی جسمانی، روحی، اخلاقی اور فکری پرورش کی بنیاد رکھتا ہے اس ادارے میں رہن سہن کے طور طریقوں کو عائلی نظام زندگی کہا جاتا ہے۔عائلی زندگی ہی انسانی شخصیت کی پہلی اینٹ رکھتی ہے اور اسکی تعمیر سازی کا آغاز کرتی ہے۔عائلی زندگی کی بنیادی اکائی کی حیثیت میاں بیوی کو حاصل ہے، انہی کے ازدواجی تعلقات سے اس زندگی کی ابتداء ہوتی ہے لہذا جسطرح زندگی کے دیگر معاملات میں انسان رہنمائی اور اسوہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اس زندگی کے اہم اور بنیادی معاملے میں بھی آئیڈیل رہنما اور اس کی رہنمائی انسان کیلئے ناگزیز ہے یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام نے عائلی زندگی کو اہمیت دینے کیساتھ ساتھ اسکے طور طریقے اور ارا کین کی ذمہ داریوں اور خوشحال اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے عائلی معاملات کے فیصلوں میں ان کے حقوق سے روشناس کیا ہے نہ صرف یہی بلکہ ایک جانب کچھ گھرانوں (خاندان عصمت وطہارت) کو عملی اسوہ بنا کر بنی نوع انسان کی خدمت میں رکھ دیا ہے تو دوسری جانب اسی گھرانے نے بھی عائلی نظام زندگی کا وہ نمونہ پیش کیا جسکی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔جہاں ایک مرد کیلئے والد، شوہر، بھائی اور بیٹا ہونے کے لحاظ سے ذمہ داریوں اور حقوق کا عملی نمونہ نبی پاک ﷺ کے گھرانے سے ملتا ہے وہیں پر خواتین کے کردار کو ماں، بیوی، بہن اور بیٹی ہونے کے ناطے عملی سیرت اس گھرانے نے پیش کیا ہے۔بی بی خدیجہ،ؓ بی بی فاطمہؓ، بی بی ام سلمی، بی بی عائشہؓ جیسی عظیم اور پاکباز ہستیوں کا بحیثیت خاتون معاشرے میں ایک مضبوط اور متحرک اور اپنے دائروں میں ایک خود مختار رول نظر آتا ہے۔اسلام نے خواتین کو یہ اعزاز دیا ہے کہ اس کو نسل انسانی کی تربیت کا کام سونپا گیا ہے اس کے لئے حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ الکبریٰ جیسی ہستیاں قابل تقلید ہیں۔

اسلامی معاشرے میں مرد وزن کے لئے میدان کھلا ہوا ہے۔اس کا ثبوت اور دلیل وہ اسلامی تعلیمات اور احکامات ہیں جو مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر سماجی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہیں۔پیغمبر اسلام کا ارشاد گرامی ہے:

من اصبح و لا یھتمبامور المسلمینفلیسبمسلم[1]

(cc) BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

"جو شخص شب و روز گزارے اور مسلمانوں کے امور کی فکر میں نہ رہے وہ مسلمان نہیں ہے۔"

یہ حدیث مبارک صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے، بلکہ خواتین کے لئے بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے امور، اسلامی معاشرے کے مسائل اور عالم اسلامی کے معاملات بلکہ پوری دنیا میں پیش آنے والی مشکلات کے سلسلے میں اپنے فریضے کا احساس کریں اور اس کے لئے اقدام کریں، کیونکہ یہ اسلامی فریضہ ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی، جو بچپن میں اور مدینہ منورہ کی جانب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینے میں اپنے والد کو پیش آنے والے تمام معاملات میں، اپنا کردار ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہے، ایک نمونہ ہے جو اسلامی نظام میں عورت کے کردار اور فرائض کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام ہو، ایمان ہو، قنوت ہو، خشوع و خضوع ہو، صدقہ دینا ہو، روزہ رکھنا ہو، صبر واستقامت ہو، عزت و ناموس کی حفاظت ہو یا ذکر خدا ہو، ان چیزوں میں مردوں اور خواتین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ معاشرے میں عورتوں کی وہ سرگرمیاں بالکل جائز، پسندیدہ اور مباح و بلا اشکال ہیں جو اسلامی حدود کی پابندی کرتے ہوئے انجام دی جائیں۔ جب معاشرے میں مرد اور خواتین دونوں ہی تعلیم حاصل کریں گے تو تعلیم یافتہ افراد کی تعداد اس دور کے مقابلے میں دگنی ہوگی جس میں تعلیمی سرگرمیاں صرف مردوں سے مخصوص ہو کر رہ جائیں۔ اگر معاشرے میں خواتین تدریس کے شعبے میں سرگرم عمل ہوں گی تو معاشرے میں اساتذہ کی تعداد اس دور کی بنسبت دگنی ہوگی جس میں یہ فریضہ صرف مردوں تک محدود ہو۔ تعمیراتی سرگرمیوں، اقتصادی سرگرمیوں، منصوبہ بندی، فکری عمل، ملکی امور، شہر، گاؤں، گروہی امور اور ذاتی مسائل اور خاندانی معاملات میں خواتین و مرد کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ سب کے فرائض ہیں جن سے ہر ایک کو عہدہ برآ ہونا چاہئے۔ خواتین جہاں گھر داری سنبھالنا جانتی ہے وہیں ملک کی ترقی میں اپنا حصّہ ڈالنا بھی جانتی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خواتین کے بغیر کوئی بھی معاشرہ صحیح سے ترقی نہیں کر سکتا۔ خواتین نے ہمیشہ یہ بات باور کروائی ہے کہ کوئی بھی شعبہ ہو وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا نام بنا سکتی ہیں۔ آج معاشرے میں ہوا بازی، میڈیسن، قانون، صحافت، تدریس اور جدید ٹیکنالوجی کے ہر میدان میں خواتین اسلامی حدود کے اندر آگے بڑھ رہی ہیں، یہی خواتین کی آزادی اور ترقی ہے۔

2. خواتین کی سماجی سرگرمیوں کی بنیاد

کوئی بھی سماجی کام اسی وقت صحیح سمت میں آگے بڑھ سکتا اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے، جب غور و فکر، عقل و خرد، تشخیص و توجہ، مصلحت اندیشی و بار آوری اور صحیح و منطقی بنیادوں پر استوار ہو۔ عورتوں کے حقوق کی بازیابی کے لئے انجام دئے جانے والے ہر عمل میں اس چیز کو ملحوظ رکھنا چاہئے یعنی ہر حرکت دانشمندانہ سوچ پر مبنی ہو اور حقائق، عورت کے مزاج و فطرت سے آشنائی، مرد کے رجحان و رغبت سے آگاہی، عورتوں کے مخصوص فرائض اور مشاغل سے واقفیت، مردوں کے مخصوص فرائض اور مشاغل سے روشناسی اور دونوں کی مشترکہ باتوں اور خصوصیات کی معلومات کے ساتھ انجام دی جائے، غیروں سے مرعوب ہو کر اور اندھی تقلید کی بنیاد پر انجام نہیں دی جانی چاہئے۔ اگر یہ حرکت غیروں سے مرعوب ہو کر، اندھے فیصلے اور اندھی تقلید کی بنیاد پر آنکھیں بند کر کے انجام دی گئی تو یقیناً ضرر رساں ثابت ہوگی۔

3. قومی ترقی میں خواتین کا کردار

اگر کوئی ملک حقیقی معنی میں تعمیر نو کا خواہاں ہے تو اس کی سب سے زیادہ توجہ اور اس کا بھروسہ افرادی قوت پر ہونا چاہئے۔ جب افرادی قوت کی بات ہوتی ہے تو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ملک کی آدھی آبادی اور نصف افرادی قوت عورتوں پر مشتمل ہے۔ اگر عورتوں کے سلسلے میں غلط طرز فکر جڑ پکڑ لے تو حقیقی اور ہمہ جہتی تعمیر و ترقی ممکن ہی نہیں ہے۔ خود عورتوں کو بھی چاہئے کہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے عورت کے مرتبہ و مقام سے واقفیت حاصل کریں تاکہ دین مقدس اسلام کی اعلی تعلیمات پر اتکاء کرتے ہوئے اپنے حقوق کا بخوبی دفاع کر سکیں، اسی طرح معاشرے کے تمام افراد اور مردوں کو بھی اس سے واقفیت ہونا چاہئے کہ عورت کے تعلق سے، زندگی کے مختلف شعبوں میں عورتوں کی شراکت کے تعلق سے، عورتوں کی سرگرمیوں، ان کی تعلیم، ان کے پیشے، ان کی سماجی، سیاسی، اقتصادی اور علمی فعالیتوں کے تعلق سے اسی طرح خاندان کے اندر عورت کے کردار اور معاشرے کی سطح پر اس کے رول کے تعلق سے اسلام کا نقطہ نگاہ کیا ہے۔

اسلام میں صنفی کردار دو قاعدہ اصولوں کے ساتھ رنگا رنگ ہیں (i) : خواتین اور مردوں کے درمیان روحانی مساوات؛ اور (ii) یہ خیال۔ کہ عورتوں کے لیے نسوانیت ہے اور مردوں کے لیے مردانگی ہیں۔

عورتوں اور مردوں کے درمیان روحانی مساوات سورت الحمد (33:35) میں بیان کی گئی ہے:

"بے شک جن لوگوں نے خدا کو تسلیم کیا اور عورتیں جو تسلیم کرتی ہیں اور جو ایمان لائے اور (عورتیں) جو ایمان لائیں اور جو لوگ فرمابردار ہیں اور عورتیں جو فرماں بردار ہیں اور جو لوگ سچے ہیں اور عورتیں سچّی ہیں اور جو لوگ زکوۃ دیتے ہیں اور عورتیں جو زکوۃ دیتی ہیں اور جو روزہ رکھتے ہیں اور عورتیں جو روزہ رکھتی ہیں اور جنہوں نے اپنی عزت کی حفاظت کی اور عورتوں جنہوں نے اپنی عزت کی حفاظت کی اور جو خدا کو یاد رکھتے ہیں اور جو عورتیں خدا کو یاد کرتی ہیں تو خدا نے ان کے لیے بخشش اور وسیع اجر تیار کر رکھا ہے۔"

قرآن میں، اسلام اور عورتوں کے بنیادی نظریات کو تکمیلیت کا اشارہ دیا جاتا ہے: جیسے کائنات میں سب کچھ جوڑی میں پیدا ہوئے ہیں، انسانیت بھی ایک جوڑی میں پیدا ہوئی ہے جو ایک دوسرے کے بغیر بھی مکمل نہیں ہو سکتی. اسلامی نظریاتی سوچ میں، کائنات ہر چیز کے جوڑوں کے درمیان ہم آہنگی سے قائم ہے۔ اس کے علاوہ، سب ظاہری حالات و واقعات، اندرونی نو وامینہ اور بالآخر خدا کی عکاسی کرتا ہے۔

4. خواتین گھر سے باہر کام کر سکتی ہیں

اسلام عورت کو کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ صرف اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ اگر گھر کے باہر کام عورت کے بنیادی فریضے یعنی بچوں کی تربیت اور کنبے کی نگہداشت سے متصادم نہیں ہو رہا ہے تو شائد یہ ضروری بھی ہو۔ کوئی بھی ملک گوناگوں شعبوں میں عورتوں کی افرادی طاقت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ s

بعض لوگ انتہا پسندی سے کام لیتے ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ سماجی سرگرمیوں کی وجہ سے گھر، شوہر اور بچوں کا خیال رکھ پانا مشکل ہو جاتا ہے لہذا سماجی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کر لینی چاہئے جبکہ بعض کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ گھر، شوہر اور بچوں کی وجہ سے سماجی سرگرمیوں کا موقع نہیں مل پاتا لہذا شوہر اور بچوں سے ناتہ توڑ لینا چاہئے۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ کسی ایک کو بھی دوسرے کی وجہ سے ترک نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ گھر سے باہر کام، عورتوں کا اولیں اور بنیادی مسئلہ نہیں ہے۔ اسلام عورتوں کے کام کرنے اور فرائض کی انجام دہی کا مخالف نہیں ہے، سوائے کچھ کاموں کے کہ جن میں سے کچھ کے بارے میں علمائے کرام کے درمیان اتفاق رائے ہے اور کچھ کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم عورت کا بنیادی مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس روزگار ہے یا نہیں۔ عورت کا بنیادی ترین مسئلہ اور فریضہ ہے تحفظ کا احساس، سلامتی کا احساس اور صلاحیتوں کے نشو نما پانے کے امکانات کی فراہمی کا احساس اور معاشرے میں، خاندان میں، شوہر کے گھر میں یا والدین کے گھر میں اس کا ظلم و زیادتی سے محفوظ رہنا۔ جو لوگ عورتوں کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں انہیں ان پہلوؤں پر کام کرنا چاہئے۔

5. خاندان میں خواتین کی اہمیت

خاندان کی تشکیل تو در حقیقت عورت ہی کرتی اور وہی اسے چلاتی ہے۔ کنبے کی تشکیل کا بنیادی عنصر عورت ہے، مرد کے بغیر ممکن ہے کہ کوئی کنبہ موجود ہو۔ کوئی خاندان ایسا ہے جس میں مرد موجود نہیں ہے، دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو گھر کی عورت اگر سمجھدار اور سلیقے مند ہے تو خاندان کو (بکھرنے سے) بچائے رکھے گی لیکن اگر خاندان میں عورت نہ ہو تو مرد خاندان کو محفوظ نہیں رکھ سکتا، معلوم ہوا کنبے اور خاندان کی حفاظت عورت کرتی ہے۔

یہ جو اسلام خاندان کے اندر عورت کے کردار کو اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عورت نے خاندان کے فریضے کو سنبھال لیا اور اس میں دلچسپی دکھائی، بچوں کی تربیت و پرورش کو اہمیت دی، اپنے بچوں کا خیال رکھا، انہیں دودھ پلایا، انہیں اپنی آغوش میں پالا، ان کے لئے ثقافتی آذوقہ فراہم کیا یعنی قرآنی حکایتیں، قصے، احکام اور رہنما واقعات سنائے اور فرصت کے وقت میں جسمانی ضرورت کی غذا کی مانند ان چیزوں کا ذائقہ بھی چکھایا تو اس معاشرے کی انسانی نسلیں باشعور اور قابل افتخار ہوں گی۔ یہ عورت کا فن ہے اور یہ تعلیم حاصل کرنے، تعلیم دینے، گھر سے باہر کام کرنے اور سیاست کے میدان میں سرگرم عمل ہونے اور ایسے دیگر امور کی راہ میں حائل بھی نہیں ہے۔ تمام سماجی منصوبوں اور پروگراموں میں خاندان اور کنبے کو معیار اور اساس بنانا چاہئے۔ ماں کا مسئلہ، بیوی کا مسئلہ، گھر اور خاندان کا مسئلہ بہت ہی اہم اور حیاتی نوعیت کا ہے۔ یعنی اگر کوئی عورت بہت بڑی ماہر ڈاکٹر بن جائے یا کسی اور شعبے میں مہارت حاصل کر لے لیکن گھر کے فرائض سے عہدہ برآنہ ہو سکے تو یہ اس کے لئے ایک نقص اور کمی ہے۔ گھر کی مالکہ کا وجود ضروری ہے، بلکہ محور یہی ہے۔ بلا تشبیہ عورت شہد کی رانی مکھی کا درجہ رکھتی ہے۔

6. خاندانی معاملات کی انجام دہی میں خواتین کا کردار

خاندنی امور کا انتظام اور خاندانی امور کے متعلق فیصلہ سازی باہمی مشورہ اور باہمی ذمہ داری سے کیا جانا چاہیے بچوں کی رضاعت کے متعلق ارشاد تعالی ہے:

"اگر وہ دونوں (ماں، باپ) باہمی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑوانا چاہے تو کوئی حرج نہیں 2۔"

روایت ہے کہ رسول ﷺ عائلی معاملات میں فیصلے فرماتے وقت اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ فرماتے تھے۔نہ صرف یہ بلکہ قومی امور کے متعلق سیاسی فیصلوں میں بھی حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ فرماتے تھے۔

دین کامل اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر امور کی طرف رہنمائی کی ہے وہاں عائلی نظام زندگی کے بارے میں بھی ایک جامع نظام دیا ہے.اسلام نے عائلی زندگی میں ہر ارکان کے حقوق اور ذمہ داریاں اس طرح سے واضح کرکے بیان کیا ہے کہ اگران پر عمل کیا جائے تو ایک پر سکون اور خوشگوار خاندان تشکیل پا سکتا ہے اور ایسا نظام ہی معاشرے کو قیمتی گوہر دے سکتا ہے. شادی سے پہلے اور بعد کے مراحل سے لیکر میاں بیوی کے حقوق، اولاد کے حقوق، والدین کے حقوق حتیٰ کہ ہمسائے کے بھی حقوق اس طرح فرزند آدم کے سامنے پیش کیا ہے کہ ان پر عمل ایک پرامن وپر سکون معاشرے کی ضمانت دیتا ہے۔ ایک خاندانی نظام زندگی کی تعمیر و تنظیم کیلئے جہاں محبت و شفقت اور عطوفت کی ضرورت ہے وہاں مضبوط ارادوں اور دقیق فیصلوں کی بھی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ االلہ پاک نے عورت کی فطرت میں حساسیت اور شفقت وعطوفت کا پہلو مرد کی بنسبت زیادہ رکھا ہے تو مرد میں سخت حالات میں بھی جذباتیت پر کنٹرول کرکے دقیق فیصلے کرنے کی طاقت عورت کی بنسبت زیادہ رکھ دیا ہے۔

اس بات کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارہ ملتا ہے، ارشاد پروردگار ہے؛

" الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم، فالصالحات قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ..." النساء، آیت ۳۴

ترجمہ: "مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اسلئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے پس جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں اللہ نے جن چیزوں (مال وآبرو) کا تحفظ چاہا ہے، (خاوند کی) غیر حاضری میں انکی محافظت کرتی ہیں۔"

مرد عورتوں کے محافظ اور نگہبان ہیں یعنی عائلی نظام میں مرد کو قیم اور ستون کی حیثیت حاصل ہے چونکہ مردوں کو عقل وتدبر اور زندگی کی مشکلات کا تحمل اور مقابلہ کرنے میں عورتوں پر برتری حاصل ہے اور عورتوں کو جذباتیت اور مہروشفقت میں مردوں پر برتری حاصل ہے یہاں سے ان دونوں کی ذمہ داریاں بھی منقسم ہوجاتی ہیں، اسلام کے عائلی نظام میں مرد کو برتری حاصل ہے اس سے عورت کا استقلال واختیار سلب نہیں ہوتا اپنے اپنے مقام پر مرد وزن کی زمہ داریاں ہیں. عورت کوانسانی زندگی سے مربوط داخلی امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اور مرد کو بیرونی امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں یہ بات مرد وزن کی جسمانی ساخت و بافت اور نفسیاتی خصوصیات سے بھی عیاں ہے عورت ضعیف النفس، نازک مزاج، حساس ہوتی ہے اور اسکے ہر عمل پر جذبات غالب ہوتے ہیں جبکہ مرد طاقتور، جفاکش اور اسکے ہر عمل پر عقل وفکر حاکم ہوتی ہے.

یہ مسلم بات ہے کہ انسان کو اپنے امور کو منظم انداز میں بجالانے کیلئے رہنما اور رہنمائی کی ضرورت ہے. لہذا کیسے ممکن ہے کہ ذات حکیم انسان کو زندگی جیسی بے بہا نعمت تو عطا کرے لیکن اس زندگی کو گزارنے وسنوارنے کے طور طریقوں کی طرف رہنمائی نہ کرے. یہی وجہ ہے کہ ذات پاک نے عالم انسانیت میں انبیاء وآئمہ کی صورت میں ایسے رہنماء بھیجے جنہوں نے قول وعمل دونوں کے ذریعے سے بنی نوع اانسان کی رہنمائی فرمائی اور بہترین اور کامیاب زندگی گزارنے کے اصولوں کو بھی بیان فرمائے اور عملا انجام دے کر بھی دکھائے. یہاں تک کہ آخری نبی کے بارے میں تو اعلان ہوا" وماارسلناک الارحمۃ للعالمین ". ان تمام اہتمام کے باوجود ابھی ایک چیز کی کمی رہ گئی تھی، وہ یہ تھی کہ بے شک رحمۃ للعالمین تمام انسانوں کیلئے نمونہ عمل ہیں لیکن عالم نسوانیت کے کچھ ایسے امور بھی تھے جہاں آپ کی ذات گرامی عملی طور پر نمونہ عمل نہیں بن سکتے تھے پس عالم نسوانیت سے مخصوص امور کی بنسبت بھی نمونہ عمل اور ایک سیرت طیبہ کی ضرورت تھی، اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ کے گھرانے کے خواتین بی بی خدیجہؓ، بی بی فاطمہؓ، بی بی سلمی، بی بی عائشہؓ کی تخلیق فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی کو عالمین کے خواتین کی سیدہ وسردار قرار دیا. چنانچہ روایت میں ہے فرمایا:

" واما ابنتی فاطمۃ فانھا سیدۃ نساء العالمین من الاولین والاخرین وھی بضعۃ منی وھی نور عینی وھی ثمرۃ فوادی وھی روحی (صحیح بخاری، ج،3، کتاب الفضائل باب مناقب فاطمہ، ص ۴۳)

"میری دختر ارجمند فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا عالمین کی اول وآخر تمام خواتین کی سیدہ وسالار ہیں وہ میرے بدن کا حصہ ہیں. میری آنکھوں کا نور، میرے دل کا میوہ اور میری روح ہیں"

عالم نسوانیت میں ماں، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نبھانا بہت اہم کام ہے لہذا خاتون جنت نے اپنی مختصر مگر بابرکت زندگی میں ان تینوں حیثیتوں کے مطابق آئیڈیل زندگی گزار کر کائنات کی خواتین کو عملی درس دیا. بیٹی ہونے کے اعتبار سے اس طرح ذمہ داری بجالائی کہ ام ابیھا کا لقب ملا، بیوی ہونے کے اعتبار سے اپنی ذمہ داریوں اور وظائف سے اس طرح عہدہ برآ ہوئیں کہ امیر المومنین یہ فرماتے ہیں کہ "جب بھی میں فاطمہ رضی اللہ تعالی پر اپنی نگاہ ڈالتا تو میرے ہموم واحزان ختم ہوجاتے اور مجھے سکون مل جاتا" اور ماں ہونے کے اعتبار سے اس طرح اپنا کردار پیش کیا کہ بچوں کی اسقدر پرورش کی کہ جوانان جنت کے سردار قرار پائے۔

اسلام نے خواتین کو اپنے ذاتی اموال پر مکمل مالی اختیارات دیے ہے۔اور انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتی ہے۔خاندان کے مالی معاملات کے نظم و نسق میں بھی اسلام باہمی مشورے کو اہمیت دیتا ہے۔اور مرد و عورت دونوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی آمدنی کو اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔

7. عائلی معاملات میں حقوق نسواں کی خلاف ورزی اور اسکا تدارک

خواتین خصوصاً بیویوں کے خلاف تشدد مختلف ملکوں میں ایک ایسے سماجی مسئلے کے طور پر پہچانا جانے لگا ہے جو خواتین بچوں اور خاوند کی فلاح، جسمانی تحفظ اور صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔اس لیے تشدد کا شکار ہونے والی خواتین تنظیموں، وکلاء اور مذہبی راہنماؤں سے مدد کے لیے رجوع کر رہی ہے۔خواتین کے خلاف تشدد اسلام کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔

حضور ﷺ نے خواتین کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے:

"میں آپکو خواتین کے ساتھ شفقت کی ہدایت کرتا ہوں[3]۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم سے بہترین وہ ہے جو اپنی خاندان (بیوی) کے ہاں بہترین ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہوں[4]۔"

قرآن پاک نے شوہروں کو بیویوں کے ساتھ نرمی اور محبت کی ہدایت کی ہے اگرچہ شوہر کا قلبی میلان اپنی بیوی کی طرف نہ بھی ہو[5]۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی بندیوں پر تشدد نہ کرو" کچھ خواتین نے میرے اہل خانہ کے پاس اپنے شوہروں کے رویوں کی تشدد کرنے کی شکایت کی ہے۔(ایسے شوہر) تم میں سے بہترین نہیں ہے۔کیا یہ قابل شرم بات نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی پر ایسے تشدد کرے۔جسے کوئی قواعد وضوابط کو نظر انداز کرتے ہوئے کرے۔جسے کوئی قواعد وضوابط کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے غلاموں کے ماتحتوں پر تشدد کرے اور پھر اس سے دن کے اختتام پر ان سے ہمبستری بھی کرے[6]۔"

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کیسے کوئی اپنی بیوی کی اس طرح پٹائی کرتا ہے۔جیسے وہ غلام کی پٹائی کرتا ہے اور پھر اسکے ساتھ سوتا بھی ہے[7]۔"

قران پاک میں عورتوں کی تادیب کا ذکر ہوا ہے۔علماء اور مفسرین کی آراء اس ضمن میں ایک دوسرے سے مختلف ہے اور انہوں نے اپنے اپنے طور پر اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کیا اسلام شوہر کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے بیوی کو مارے یا اسے ذہنی طور پر خوف زدہ کرے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ اسلام شوہر کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی بیوی پر جسمانی یا ذہنی سختی کرے۔قرآن پاک نے خاندانی امور چلانے میں محبت، شفقت کی ہدایت کی ہے اور ہر قسم کی سختی سے منع فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[8]

"اور اسی کے نشانات (اور تسرفات میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جس کی عورتیں پیدا کی تاکہ اُنکی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہے اُن کیلئے اُن باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا[9]

"مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وراث بن جاؤ اور دیکھنا اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو انہن (گھروں میں) میں مت روک رکھنا ہاں (اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا مناسب نہیں) اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهله وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي[10]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے نزدیک بہتر ہے۔اور میں تم میں سے اپنا اھل خانہ کے نزدیک سب سے بہتر ہوں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا ضَرَبَ رسول صلی علیهوسلمشَيْئًاقَطُّبِيَدِهِوَلَاامْرَأَةًوَلَاخَادِمًا[11]

"آپ ﷺ نے کسی ملازم یا خاتون کو کبھی نہیں مارا بلکہ آپ نے کسی کو کبھی اپنے ہاتھ سے جسمانی تکلیف نہیں دی۔"

اگرچہ کی سرکشی صورت میں مرد بیوی کا تادیب کر سکتا ہے اب سوال پیدا ہوتا کہ شور کا کیا مفہوم ہے اور کیا شور کی صورت میں شوہر کو بیوی کو مارنے کا اختیار ہے؟ کیا شور صرف عورتوں سے سرزد ہوتا ہے یا مرد بھی اسکے مرتکب ہوتے ہے؟

قرآن پاک میں شور کا ذکر مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے ہے۔ گویا کہ دونوں شور کے مرتکب ہو سکتے ہے۔ عورتوں کے شور کے حوالے سے ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا[12]

"مرد عورتوں پر مسلط و حاکم ہے اس لیے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہے تو جو نیک بیبیاں ہے وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہے اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو) کی خبرداری کرتی ہے اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو سمجھاؤ اگر نہ سمجھی تو پھر ان کے ساتھ سونا ترک کردو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائے تو پھر ان کو ایذ دینے کو کوئی بھانہ مت ڈھونڈو بے شک خدا سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔"

اس آیت میں عورتوں کی نشور کا ذکر ہے۔ عورتوں کی طرح نشور مردوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے بیوی اپنی شوہر کی نافرمان ہو سکتی ہے اسی طرح شوہر بھی اپنی بیوی کیساتھ معاملہ کرتے ہوئے زیادتی کرنے والا ہو سکتا ہے اور شرعی احکام کی خلاف ورزی کرنے والا بھی ہو سکتا ہے اس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلاَ جُنَاْحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الأَنفُسُ الشُّحَّ وَإِن تُحْسِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا[13]

"اور اگر کسی عورت کو اپنی خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تم وہاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کرلیں۔ اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہے اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کروگے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نشور کا یہ مفہوم کہ یہ صرف عورت کی نافرمانی ہے درست نہیں ہے۔ سید قطب شہید لکھتے ہے۔ نشور سے مراد ازدواجی زندگی میں مداخلت اور غیر ہم آہنگی ہے یہ مداخلت زوجین میں سے کسی بھی طرف سے ہو سکتی ہے[14] اور اس کو حل کرنے کیلئے قرآن پاک میں درجہ ذیل اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُواْ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلاَحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[15]

"اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں ان بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں۔ تو خدا ان میں مدافقت پیدا کردے گا کچھ شک نہیں کہ خدا سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے۔"

جیسا کہ پہلے روایت کیا جا چکا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی تکلیف نہیں دی بلکہ آپ ﷺ اپنی بیویوں سے محبت نرمی اور گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والے کی حیثیت سے مثال اور نمونے کے حیثیت رکھتے ہے۔ حضور ﷺ کے ازداج مطہرات کا تعلق مختلف تہذیبی پس منظروں سے تھا لیکن اسی کوئی روایت نہیں ہے کہ آپ کا کبھی صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہو اور آپ نے انکو کوئی تکلیف دی ہو۔

8. گھریلو تشدد کی روک تھام

عدم تشدد کی ان تعلیمات کے باوجود بعض مرد عورتوں پر تشدد کرتے ہے۔ عورتوں پر صرف مرد ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں عورتیں بھی تشدد کرتی ہے۔ کئی عورتیں مردوں کو اپنی بیوی پر تشدد کیلئے ابھارتی ہے۔ عورتوں پر تشدد سیرت طیبہ ﷺ کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اس لئے اس تشدد کو روکنا ضروری ہے۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرکے اللہ کے احکام، اس کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان علیھم اجمیعن کے گھروں کے مثالوں کو یاد کرکے گھریلو تشدد کو روکا جا سکتا ہے۔ شادی سے پہلے کی تعلیم و تربیت مستقبل کیلئے خوشگوار عدم تشدد پر مشتمل

عائلی زندگی کا باعث بن سکتی ہے۔غصے پر قابو پانا، اظہار خیال کی مواقعوں کی فراہمی جذبات پر کنٹرول، فیصلے کرنے کی صلاحیت اور مشکلات کو حل کرنے کی صلاحتیں ایسی خوبیاں ہے جو گھریلو تشدد کو روکنے میں بہت اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ مسلمان علماء کو چاہیے۔ کہ ان امور پر گفتگو کریں تاکہ گھریلو تشدد کو روکا جاسکے۔

خلاصہ بحث:

معاشرے کی تعمیر میں خاندان، خشت اوّل کی حیثیت رکھتاہے اور معاشرتی عروج وزوال خاندان کا ہی مرہون منت ہے۔اگر خاندان کی بنیاد صحیح اور مضبوط ہوگی تو زندگی کے ہر میدان میں معاشرے میں کامیابیاں ملتی ہیں۔خواتین کی خدمات صرف خاندان تک ہی محدود نہیں بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر خاندان اور معاشرے میں ربط کا کام بھی کرتی ہے۔ پس ماں مدرسہ بھی ہے استاذ بھی اور استاذ گر بھی اسلئے عائلی معملات میں خواتین کے مشورں کو اہمیت دینا خوشحال معاشرے کیلئے بحد ضروری ہے۔بد قسمتی سے ہمارے خاندانوں اور معاشرے میں فیصلہ سازی کا اختیار رکھنے والے عہدوں پر مردوں کا غلبہ ہے، جس سے خواتین کے پالیسیوں پر اثرانداز ہونے کے امکانات کمزور پڑ جاتے ہیں اور ایسا صرف عالمی یا قومی سطح پر ہی نہیں ہے بلکہ درسگاہوں اور کمیونٹیز کی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو مساوی حقوق و مواقع فراہم کرنے کے لیے حکومتی سرپرستی کی جائے اور ایسی خواتین جن میں تمام تر صلاحیتیں اور خصوصیات ہوں، ان کی مثبت اور تیز سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کیا جائے۔اسطرح خواتین نہ صرف اپنے اور اہلخانہ کی مسائل کو بآسانی حل کرسکتی ہیں بلکہ ملکی اور بین الاقوامی مسائل میں بہتر طور پر حصہ لیں سکتی ہیں۔خاندان ایک اجتماعی گروہ کا نام ہے جسکا مقصد لوگوں کی روحی، جسمانی اور ذھنی سلامتی کو برقرار رکھنا ہے یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی ایک سماجی شناخت چاہتا ہے اور اس فطرت کو پروان چڑھانے کا ابتدائی کام عائلی نظام زندگی انجام دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ خاندانی زندگی میں اپنائیت محسوس کرتا ہے اپنائیت کا یہی احساس بعد میں اسکی شخصیت کے نکھارنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے انہی خصوصیات کی بنا پر خاندان کو بحیثیت ادارہ معاشرے کے دیگر تمام اداروں میں ایک اہم اور مرکزی مقام حاصل ہے۔اسطرح خوشحال اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے عائلی معاملات کے فیصلوں میں خواتین کے حق و کردار بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

CREDIT AUTHOR STATEMENT
Dr. Khadija Aziz: Conceptualization, Methodology, Supervision. **Dr. Muhammad Shafiq.**: Data curation, Writing- Original draft preparation: Visualization, Investigation. **Dr. Fatima:** Writing- Reviewing and Editing
COMPLIANCE WITH ETHICAL STANDARDS
It is declare that all authors don’t have any conflict of interest.Furthermore, informed consent was obtained from all individual participants included in the study.

مصادرومراجع (References)

1 نامعلوم، کتاب الکافی 434:5، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم

Unknown, Kitab Al-Kafi, Without Publisher and Publishing Year

2 سورۃ البقرہ 33:2

Surah Al-Baqarah 2: 33

3 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، حدیث(1468)

Muslim Bin Hajjaj, Sahih Muslim, Dar Tauqal Nijat, Beurit, 1422 H, Hadiht (1468)

4 احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1441ھ) حدیث(7095)

Ahmad Bin Hunbal, Musnad Imam Ahmad Bin Hunbal,Moassatul Risala, Beruit, 1414 H, Hadith (7095)

5 سورۃ النساء 129:4

Surah Al-Nisa 4: 129

6 النووی، ریاض الصالحین: 137-140، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم

Al-Nawavi, Riyaz ul Saliheen, Without Publisher and Publishing Year

7 امام بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، حدیث(5604)

Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Dar Tauqal Nijat, Beurit, 1422 H, Hadith (5604)

8 سورۃالروم30:21

Surha Al-Room 30: 21

9 سورۃالنساء4:19

Surah Al-Nisa 4: 19

10 امامالترمذی، سنن الترمذی، دار صیدا- بیروت، 1999ء، حدیث(3890)

Imam Tirmidi, Sunan Tirmidi, Dar Saida, Beurit, 1999, Hadith (3890)

11 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث(2328)

Sahih Muslim, Kitab ul Fazail, Hadith (2328)

12 سورۃالنساء4:34

Surah Al-Nisa 4: 34

13 سورۃالنساء4:128

Surah Al-Nisa 4: 128

14 سید قطب شہید، تفسیر ظلال القرآن2:57، مکتبہ دار العلم، بیروت، 1422ھ

Said Qutab Shaheed, Tafseer Zilal ul Quran, Maktaba Dar Ilm, Beurit, 1422 H.

15 سورۃالنساء4:35

Surah Al-Nisa 4: 35